

مرثيه: ۳

در حال حضرت عون و محمد عليهما السلام

مطلع

اگرچہ باغِ سُخن میں ہیں پھول رنگارنگ

تعداد بند: ۱۷۵

غازی آباد ۱۹۲۱ کتوبر

اگرچہ باغِ سخن میں ہیں پھول رنگارنگ ۱
 مگر ہر اک کی طبیعت کا ہے زلال رنگ
 پسند کرتے ہیں کچھ بدفراق پھیکا رنگ یہ رنگ ہے کہ دلوں پر گراں ہے گھر انگ
 مگر کسی سے کہاں اپنا ڈھنگ اڑتا ہے
 ہر ایک صرعد رنگیں پر رنگ اڑتا ہے ۲

مگر کسی سے بھی ہم کو خیال جنگ نہیں کوئی گر آپ سے اٹھئے، تو ہاں درنگ نہیں
 فساد اپنی طرف سے ہو یہ ترینگ نہیں ہزار رنگ دکھائیں یہ اپنا رنگ نہیں
 طبیعتوں کے حلوان کا رنگ ظاہر ہے
 سیہ دروں جو ہیں، خود ان کا رنگ ظاہر ہے ۳

ریاضی دہر میں کس سے جما سخن کا رنگ بڑھا فتح کی جودت سے، اس چمن کا رنگ
 کبھی زمانے میں ایسا تھا انجمن کا رنگ مگر عجیب ہے اس کعبہ کہن کا رنگ
 کہ فیض پا کے بھی کچھ بخشوں کو خیال نہ ہو
 ہمارا رنگ بھی لیں اور زبان لال نہ ہو ۴

انہیں نے مرشیہ کی صفت میں لیا میداں دکھایا بزم کے ہمراہ رزم کا بھی سام
 وہ چہرے نور کے لکھے کہ خلق تھی جیسا فتح تھا جو تخلص تو تھے فتح زبان
 کلام جتنے بھی تھے بے نظر تھے ان کے
 بس ایک مدد مقابل ضمیر تھے ان کے ۵

انہیں کا ملک سخن میں چلا کیا سلسلہ جدھر کو آئی طبیعت بہا دیئے دریا
 رباعیوں کا سلاموں کا تو ہے ذکر ہی کیا بحور مختلفہ میں ہیں مرشیہ صدھا
 نہ ہو جہان میں مشہور کیسے نام ان کا
 خدا کے فضل سے مقبول ہے کلام ان کا

۶

چمن زمین سخن میں نیا لگا کے گئے طریقہ مریمے کی نظم کا بتا کے گئے⁸
 جہاں میں اپنے مضامیں کے ذریغا کے گئے مزا ریاضتِ تفیف کا، اٹھا کے گئے
 گلِ شکفتہ و خوش رنگ اس بہار کے تھے
 یہ جن کا ذکر ہے دادا وہ خاکسار کے تھے

اٹھے زمانہ سے، رنگ اپنا پر جما کے اٹھے سنایا جب سخن تو تو دادا پا کے اٹھے
 جہاں بھی مرشیہ پڑھ کر اٹھے رلا کے اٹھے وہ خالی ہاتھ، نہ منبر سے مصطفیٰ کے اٹھے
 کہ پہلے ذاکرِ شاہ نہدا خطاب لیا
 ہمیشہ جھولیاں بھر بھر کے پھر ثواب لیا

۸

اس آفتاب سخن کا ہوں میں بھی اُک ذرہ یہ مال کیوں نہ پہنچتا کہ ارثِ تھا میرا
 غنی ہوں تقدِ سخن کی طرف سے میں بخدا کہ پانچ بیس مرے دیوان، مریمے صدھا
 نقیس طبع بھی مضمون آفریں بھی ہوں
 میں خاندان کا اپنے ہی خوشہ چیل بھی ہوں

۹

کہ فن لیا ہے جنابِ مُنیر سے میں نے یہ دوسرے مرے صاحبِ کمال دادا تھے
 کہ جن کی طبعِ رسا کے ہیں ہر طرف شہرے جہاں نظم میں یہ بھی بجا گئے ڈکے
 بلند مرتبہ شاعر تھے بے نظر تھے یہ
 کہ آسمانِ سخن کے مہِ مُنیر تھے یہ

۱۰

نیا نہیں میں سخن گو بفضلِ ربِ صمد مرا کلام ہے خود میرے ادعا کی عمد
 عبث ہے بعض کو اہل سخن میں مجھ سے خند مٹا کیں رنگِ مرا رہتی ہے ہمیشہ یہ کہ
 خیالِ آن کے مگر میں مٹا کے اٹھتا ہوں
 وہ رنگِ اکھاڑتے ہیں، میں جما کے اٹھتا ہوں

"

کرے گا سامنا فاضل کا کیسے کوئی فضول ہر اک طرح ہے کلامِ جھول نا ^{بزم}
 مذمتوں کے صدہ میں مذمیں ہیں حصول وہ انکسار پر عاشق ہیں جو ہیں اہل عقول
 جہاں میں صاحبِ عزو وقار مجھتے ہیں
 کہ جس طرح فہر باردار مجھتے ہیں

۱۲

جو غور کیجے تو بلبل کہاں، غراب کہاں ٹھہر کے سامنے، قطرہ کی آب و تاب کہاں
 مہک نہ جس میں ہو وہ گل کہاں، گلاب کہاں فروغی ذرہ کہاں اور آفتاب کہاں
 غبار دشت نہ خُن قمر منائے گا
 کہ چاند خاک کے ڈالے سے چھپ نجاۓ گا

۱۳

خوش بزم کہ یہ بزم ہے پچے ماتم بہاں پہ چاہئے ذکرِ غم و بیانِ ام
 ادھر ہے مستعد جنگ لفکرِ ظلم ادھر ہے عازم جنت سپاہ شاہِ اُم
 اگرچہ سر پہ بلاعیں ہیں اک زمانے کی
 بڑی خوشی ہے مگر ایک خر کے آنے کی

۱۴

وہ خوش نصیب جو سلطان کربلا سے ملا نبی سے، فاطمہ زہرا سے، مرتضی سے ملا
 عجیب خُن خُن اس کو مجتبی سے ملا جو پنځن پاک سے خدا سے
 گنہہ کے درد سے صحت ملی بحال ہوا
 گلی مراد سے دامن بھرا نہال ہوا

۱۵

خوشنصیب کہ حوروں نے خر کی کی تعظیم ادب سے ہو گئے غلام بھی خم، پچے تسلیم
 یہ شور تھا کہ زہے رحمت خداۓ کریم ہوائے شوق میں قدموں پہ لوئی تھی نیم
 صدایہ دیتے تھے غنچے چک کے جنت کے
 شر یہ ہیں گلی باری نبی کی الافت کے

۱۶

نہال کیوں نہ ہو وہ فدیہِ امام زمُن کہ جس کے جسم پر زخمی سے کھل رہا ہو چکا
طعن میں لائی ہے گل کوئی حور غنچہ دہمن شراب دیتی ہے ساغر میں کوئی سیم بدن
کوئی پکارتی ہے میوہ ہائے تر دیکھو
کسی کے ہیں یہ اشارے، ذرا ادھر دیکھو

۱۷

اشارے کرتا تھا یہ دستِ موج سے کوڑ ہمارے حال پر بھی چاہئے کرم کی نظر
ثریہ کہتے ہیں آس طرف کو اے گل تر شجر پکارتے ہیں اپنا ذوق ہے بہتر
ہوائے گلشن فردوس کھا کہ راحت ہو
ہمارے سایہ میں آ کر مقیم جنت ہو

۱۸

ہزار شگر کے بر آئی آرزو تیری وہ گل ہے تو کہ پسید خدا ہے بو تیری
ٹھہر نے پائی نہ قطرہ بھی آبرو تیری ہر ایک چشمہ کو ہے آج جبجو تیری
جو حق ہے مہرو دفا کا وہ کام کرتا ہے
کہ دستِ موج سے تجھ کو سلام کرتا ہے

۱۹

کہاں سے آیا، کہاں آج تو خوش قسم عطا کی خالق عادل نے تجھ کو کیا قسم
کہ نیزین سے پر نور ہے سوا قسم بھی تمام شہیدوں کو دے خدا قسم
سر اپنے راہِ خدامیں جودے کے آئیں گے
وہ پھول گھنیں فردوس کو بساں گے

۲۰

وہ بخت حُرّ تھا کہ غبطہ ملگ کو جس پر تھا بڑی ٹکھوہ سے حوروں کے غث میں صفر ر تھا
کسی کے ہاتھ میں جامِ شراب کوڑ تھا کسی کے ہاتھ میں گلدستہ گل تر تھا
یہ شور تھا کہ محب شاہِ مشرقین کا ہے
گلے لگا کہ مہمان یہ حسین کا ہے

جری کی قدر یہ تھی جب گرا تھارتی پر گئے تھے لینے کو عباس اور علی^{علیہما السلام}
سراس کا زانو پر رکھے تھے سبط پیغمبر غرض کہ دونوں جگہ کا عجیب تھا منظر
جری کی دید کے مشائق سب تھے اس جا بھی
رسول حق بھی، علی بھی، حسن بھی، زہرا بھی

شہید ہو گئے آخر یوں ہیں رفیق امام رو وفا میں چلے تب عزیز شاہ امام
بڑھے جہاد کو فرزید مسلم ناکام جلال دیکھ کے تھرائے اہل شام تمام
پیغمبر کے رن میں، بڑے نام کر گئے دونوں
صغیرتو کے جوانوں سے، مر گئے دونوں

ریاض خلد میں داخل وہ گلقدار ہوئے جنکا کے سور شہ کوئیں اٹکلبار ہوئے
قلق سے حضرت عباس بیقرار ہوئے خدیگ صدمہ فرقہ، جگد کے پار ہوئے
یہ غیظ تھا اسد اللہ کے نواسوں کو
نظر نہ آتا تھا کچھ تین دن کے پیاسوں کو

نکاح غیظ سے تکتے تھے سوئے لٹکر شام چبا کے ہونٹ یہ آپس میں کر رہے تھے کلام
بڑے عقیل تھے فرزید مسلم ناکام کہ دیکھتے رہے ہم وہ ہوئے فدائے امام
نہاب لڑتے تو بھلا کب لڑیں گے اعداء سے
رضا جہاد کی لو بڑھ کے شاہ والا سے

پھر ایسا وقت نہ ہاتھ آئے گا کسی صورت خدا کی راہ کے مرنے میں چاہئے عجلت
بعید کچھ نہیں بخشے اگر خدا ہمت خریدیں پیغمبر کے سر جس کو، ہے یہ وہ دولت
ہے کس کا خوف جہاں سے گزرنے والوں کو
کسی نے روک بھی رکھا ہے مرنے والوں کو

اگھی تھے جنگ میں مشغول شاہ کے انصار کہاں ہیں اب مظاہر کہاں جڑ⁸
نہ این قین ہیں زندہ نہ وہ پتیک شعار ثار ہو گئے حضرت پتھنے تھے غنوar
شہید ہو گئے وہ بھی جو ہم سے کہن تھے
جہاں سے اٹھ گئے وہ جن کے کھیل کے دن تھے

۲۷

ہمیں بھی سیر جہاں کا ہے آج شوق کمال بدن پر رخموں کا گھشن کھلتے تو ہو یہیں نہال
نہا کے خون سے گرمی میں خوب ہوں گے بحال عطش میں آپ دم تیغ پائیں ہے یہ خیال
جو خوش نصیب ہیں ان کو یہ دن میسر ہے
جب آنکھ بند ہوئی پھر قریب کوثر ہے

۲۸

جنیں ہزار برس بھی تو فائدہ کیا ہے جو اس جہاں میں آیا ہے اس کو جانا ہے
بقانہ ہو جسے الفت کب اس سے زیبا ہے تھ اسکی چیز پ، کیا کائنات دنیا ہے
تمام مالی جہاں ہے زمین کی دولت
خدا پر ستون کا حصہ ہے دین کی دولت

۲۹

قبول کرتے جو دنیا کو حیدر کرار تو بخت اسے خالق عجیب عزو و قار
تا بھی سکتا تھا اس شیر کو کوئی غدار جری کچھ ایسا نہ تھا این ملجم مکار
نہ آپ اپنی شہادت قبول اگر کرتے
اسی کی تیغ سے دو گلڑے اس کا سر کرتے

۳۰

دلبے وہ کس سے کہ شیر خدا ہو جس کا نام جہاں پناہ، الاعززم، شاہ عرش مقام
خطاب جن کا ہے یہیں سے مُہیں وہ امام خدا نے چرخ سے بھیجی ہے جن کے گھر میں حام
بھلا کسی نے یہ رتبہ جہاں میں پایا ہے
خود اس جتاب کا قرآن میں وصف آیا ہے

علیٰ کی تیخ سے مرحبا سا پہلوں نہ بچا ولید ایک طرف عمر سا جوں نہ بچا
کوئی دلیر شقی نہ آسمان نہ بچا چڑھا جو آپ کے منہ پر وہ بذریعہ نہ بچا
کیا ہے کام یہ طفلی کے عہد میں کس نے
دوپارا کر دیا اثرور کو مہد میں کس نے

۳۲

ہمیں بھی حق سے ملی ہے شجاعت حیدر علیٰ کی تیخ کے ہم بھی دکھائیں گے جوہر
نہ ہاتھ آئے اگر ہم کو جراحتیں کے پر تو نفرہ کر کے ہلاکیں گے قدسیوں کے جگہ
شرارے شیخوں کے تا پہر جائیں گے
ملک سمیت کے پر اپنے تحریر جائیں گے

۳۳

اگر میں گے بن سعد و شر نامنجار سرائیں کے لائیں گے پیش امام عرش وقار
رضائے حرب نہ ملنے سے سخت ہیں ناچار نہیں تو کیا ہے سپاہ بیزید بدکروار
قدم بڑھیں تو ہزاروں کا خوں بہا کے ہیں
سپاہ شام کو ہم کوفہ تک بھگا کے ہیں

۳۴

یہ ذکر کر کے قریب فہر اُم آئے جناب عون نے آنکھوں سے اٹک بٹکائے
ترپ کے شاہ اُم نے سخن یہ فرمائے یہ دن جہاں میں نہ خالق کسی کو دکھائے
حر سے ظلم و تم آج ہم پر ہوتے ہیں
کسی کو دیتے ہیں رخصت کسی کو رو تے ہیں

۳۵

کہو تو ماموں سے پیار و قہارے قصد ہیں کیا قدم پر گر کے وہ بولے کہ چاہتے ہیں رضا
ہمارے ساتھ جو کھیلے تھے اے شہ والا وہ ہم سے پہلے ہوئے فدیہ امام بہدا
شہید راؤ خدا دونوں ختنہ حال ہوئے
نہ سرخ رو شہ دیں کی بہن کے لال ہوئے

دفور شرم سے ہم گھر میں، جانہیں سکتے کسی کو صورتیں اپنی، دکھا نہیں^۸
دلوں کا حال جو کچھ ہے، سنا نہیں سکتے پہاڑ رنج و الم کے، اٹھا نہیں سکتے
وغا کی دھوم چائی نہ رو سیاہوں میں
ہزار حیف سپک ہو گئے نگاہوں میں

۳۷

سپاہ شام کے طعنوں کا ہے کمال ملال علاوہ اس کے، اک اس بات کا ہے ہم کو خیال
یہ کہتی ہو گئیں گی ہمشیر شاہ نیک خصال نہ میرے لال ابھی تک گئے برائے جدال
سپاہ شام کی کثرت سے ڈر گئے دونوں
وہ تینیں کہا کے نہ فاقوں میں مر گئے دونوں

۳۸

جو ہم سے ہر میں کم تھے، بڑھائے ان کے وقار غصب لڑے وہ بہادر کہ رن ہوا گلزار
پناہ مانگتے تھے با غیابِ ظلم شعار ہوئے نہال نہ لڑکوں سے لڑ کے وہ زنہار
جہاں کو یاد رہیں گی یہ جراتیں ان کی
شہید ہو گئے اللہ رے قسمیں ان کی

۳۹

رضا جہاد کی یاں ہم کو شاہ والا دیں چلیں جو گھر میں تو اماں سے اذن دلوادیں
ہمارا حال جو ہے آپ ان سے فرمادیں قسمیں ہے کہ وہ ملنے کو ہاتھ پھیلا دیں
ارادہ سفرِ خلدِ جاں ثار کریں
گلے لگا کے وہ ہم بھائیوں کو پیار کریں

۴۰

فلک کو دیکھ کے، روکر یہ شہ نے فرمایا دُن چھڑا کے مقدر تمہیں کہاں لا یا
تمہارا بیوہ نہ ہم کو فلک نے دکھلایا ہمارے ساتھ میں پانی نہ یوند بھر پایا
مسافروں کی یہ دعوت یزید نے کی ہے
سبیل آب دم تج رن میں رکھی ہے

غذائے خون جگر سب نے بھوک میں کھائی نہ بخت نے کوئی راحت کی فکل دھلائی
گیا جو ہمہ نہوشان میں چھاؤنی چھائی یہ بات کہتے ہی انکوں سے چشم بھر آئی
نہ تاب ضبط کی پاتے تھے قلب مفتر میں
بہن کے پھوپھو کو ہمراہ لے گئے گھر میں

۳۲

خود اپنے سر کی قسم دے کے یہ بہن سے کہا یہ دل فکستہ ہیں ان سے خنا نہ تم ہونا
کبھی نہ اکبر و اصغر سے کم انہیں سمجھا قلق جو ہے مجھے اسد، وہ کہہ نہیں سکتا
مرے صیفروں کے مقصد اگر نہ برآتے
ترپ ترپ کے یہ بسل کی طرح مر جاتے

۳۳

حرم سے کہنے گلی خواہر امام ہما سنا بھی بی بیو کیا میرے بھائی جاں نے کہا
ثاران کے میں اب مجھ پے سارا حال کھلا نماز شکر ادا کر کے، دونوں گی ان کو دعا
خدا کے فضل سے دانتا ہیں اہل صبر ہیں یہ
کہ پیشہ اسد اللہ کے ہزر ہیں یہ

۳۴

دم چہاد نہ قبضوں میں ہوں جو تکواریں تو ناخنوں سے یہ ضرغام، دیو کو ماریں
نہ ٹھہریں پاؤں، جو لاکھوں کو بھی یہ لکاریں سران فوج نشاپ قدم پہ تکواریں
 تمام فوج کو یہ دیکھے بھال لیں فوراً
 ملائے آنکھ تو پتلی نکال لیں فوراً

۳۵

خدا کے شیر کے پیشہ کے شیر ہیں دونوں دینیں نہ لاکھ سے ایسے دلیر ہیں دونوں
وغا کے شوق میں جینے سے سیر ہیں دونوں ملک ہو یا کہ ہو جن، ان سے زیر ہیں دونوں
چھینیں گے دل وہ زرد پوش زک اٹھائیں گے
 یہ حل کریں گے وہ عقدے جو پیش آئیں گے

خدا کے فضل سے دونوں ہیں عاقل و دانا جو کام دیر کا ہے جلد ہو نہیں^{۳۷}
 جو لوگ دوڑ کے چلتے ہیں گرتے ہیں وہ سدا نواسے کس کے ہیں یہ وادا، ان کا کیا کہنا
 یہ طفل تن سے سر اہل شر آثاریں گے
 تمام چیدہ جوانوں کو چون کے ماریں گے

۳۷

کریں گے حشر کے آثار شپھے ان کے بینیں گے بر قی شر بار شپھے ان کے
 کریں گے لاشوں کے انبار شپھے ان کے رکیں گے چل کے نہ زنہار شپھے ان کے
 بھریں جو خون میں جو ہر تو لالہ زار بینیں
 جو سر اٹھا کے ہوں باہم تو ذوالفقار بینیں

۳۸

دیئے ہیں راکب دوش نبی نے وہ رہوار جو رخش جعفر طیار سے بھی ہیں تیار
 ہیں شاہ باز و ہما جن کے غاشیہ بردار اشارے پائے سواروں کے گرد رفتار
 غضب سے نزی رفتار بھی بدل ڈالیں
 جو چیل تن ہوں نگاہوں انہیں کچل ڈالیں

۳۹

سی جو اپنی شا دونوں ہنس کے شرمائے قدم پہ مان کے سراپنے بجز نہوازے
 شفیق مان ہو تو کس طرح دل کوتاپ آئے گلے لگا کے کیا پیار اٹک برسائے
 یقین تھا کہ جو یہ رن کو گھر سے جائیں گے
 تو رزمگاہ سے زندہ نہ پھر کے آئیں گے

۴۰

بلائیں لے لے کے پھوں کی، پھر کیا یہ بیان بہت قریب ہے وقت وفا سے تبر رواں
 یہ جانتی ہوں کہ ہو ساتویں سے تخدہ دہاں بھگا کے فوج جو ظلم و ستم سے پاؤ اماں
 لبوں پر دم بھی جو آئیں عطش کی شدت سے
 نہ دیکھنا سوئے دریا نگاہ رغبت سے

یہ ہاتھ جوڑ کے کہنے لگے وہ نیک سیر ۱۸
 ہم دلوں بھائی اے مادر
 ہمیں ہے تیخوں کا پانی فرات سے بہتر پھر آبرو نہیں دریا کی سوت کی جو نظر
 وفا شعار ہیں ہم گوکے بھوکے پیاسے ہیں
 کریں گے نام کہ حیدر کے ہم نواسے ۵۲

لکیجے سینوں میں بے آب جل رہے ہیں مگر ذرا بھی ہم کو اذیت نہیں ہے اے مادر
 ہمیں تو اس کی خوشی ہے کہ گھوڑے دوڑا کر بھگائیں شام کی حد تک یزید کا لکھر
 مثالی نمبر رواں خاک پر لہو بہہ جائے
 دعا یہ کیجیے کہ پیاسوں کی آبرورہ جائے ۵۳

پئے سلام جھکے جب وہ غازی و صدر لکیجہ تحام کے ہاتھوں سے رہ گئی مادر
 ہوا حرم میں جورقت کا غل تو گھبرا کر بیاں یہ کرتے ہوئے آئے عابدِ مضر
 بتاو جلد غریبوں سے کون چھتا ہے
 کہاں کہوں نے کہ زینب کا باعث لتنا ہے ۵۴

قریب آ گئے خود بنت فاطمہ کے پر پٹ کے روئے جو سجاد سے وہ تند جگر
 صدائے نالہ و فریاد و آہ سن کر حرم سرا سے چلے بادشاہ جن و بشر
 دعا یعنی صبر کی عابد کو دے گئے حضرت
 بہن کے بیٹوں کو ہمرا لیے گئے حضرت ۵۵

چلے جو گھوڑوں پر چڑھ کر وہ آقتاب و قمر ترپ کے رونے لگے قاسم و علی اکبر
 امام دیں سے یہ عباس نے کہا روکر ترپ رہا ہے نہایت مرا دل مضر
 جو اذان بادشاہ اُس و جاں سے پاؤں میں
 تو ان کے ساتھ سوئے حرب گاہ جاول میں

ہزار حیف اجل ان کو لے چلی بھائی جیئے گی اب نہ جتاب بتوں کی جائی
یہ در سے خیمه کے آواز یک بیک آئی اسی لئے انہیں پریب سے میں یہاں لائی
کہ مر کے صاحب عزو وقار ہو جائیں
خدا کی راہ میں لڑ کے شار ہو

۵۷

نہ آنکھ چار کی دونوں سے ایک نے بڑھ کر بھی تھا ان کو شش و پنج تھے جو بانی شر
کہ ہفت گاہ میں ان کا نہیں کوئی ہسر جو ہشت خلد کا مالک ہے خوبیں پیغمبر
ٹکست پا گئے تھے جس سے خیری لڑ کے
اسی کے شیر یہ نو دس برس کے ہیں لڑ کے

۵۸

علیٰ کی طرح ہے ایک ان میں صدر و جرار تو دوسرے میں ہے تو قیر جعفر طیار
ہیں روم و شام کے لفکر کے جو علمبردار شان بھی ان کے نہ چھوڑیں گے یہ جری زنبہار
قدم بڑھائے تو مہلت یہ ان کو کم دیں گے
نشان کاث کے ایک ایک کوالم دیں گے

۵۹

کرو جو غور سے گیسو درخ پہ ان کے نگاہ تو سر بر نظر آتی ہے قدرت اللہ
کہاں یہ نور کا ترکا کہاں یہ روز سیاہ جدا جدا ہیں شمیں چار دن کی دھوپ میں واہ
شرف زمیں کو رخوں سے یہ اختاب ملے
فلک کو ایک تو دو اس کو آفتاب ملے

۶۰

اُدھر کی فوج میں غل تھا ہٹو پچھو بھاگو نہیں ہے طور اماں کا ہٹو پچھو بھاگو
بھی تھا شور ہر اک جا ہٹو پچھو بھاگو بہت حال ہے پچھا ہٹو پچھو بھاگو
نظیر جن کا نہیں وہ دلیر آتے ہیں
خدا کے شیر کے پیٹ کے شیر آتے ہیں

۶۱

وہ کیا بڑھیں گے نکستیں جو ہیں اٹھائے ہوئے
کہ آپ شرم و خجالت میں ہیں نہایے ہوئے
کنارہ کرتے ہیں سب کے حواس آئے ہوئے ردائے گرد سے گیتی ہے منہ چھپائے ہوئے
جو کوہ و دشت کے ساکن ہیں تھر تھراتے ہیں
ہوا کے جھونکے بھی میداں سے بھاگے جاتے ہیں

۶۲

عجب ٹکوہ سے زینب کے لال آتے ہیں دلیر گھوڑوں کی باگیں اگر اٹھاتے ہیں
طبق زمین کے ٹالپوں سے تھر تھراتے ہیں کچھار چھوڑ کے ضر فام بھاگے جاتے ہیں
زمیں کے پلنے سے بحر روائ چھلتا ہے
پہاڑ جتنے ہیں بہت سے ان کو سکتا ہے

۶۳

زمیں ارزتی تھی یوں آئے جس طرح بھونجال جو ہوتے پاؤں میسر تو بھاگ جاتے جبال
زمیں پہ جھک کے سراپا چلک رہے تھے نہال مثال کاغذ بادی تھا برگ برگ کا حال
ہزاروں کوں کے پتے پہ جا کے گرتے تھے
ہوا کے ساتھ ہر اک سوتاہ پھرتے تھے

۶۴

ہیں ایک چاند کے دو گلرے یا جیسیں ہیں صفا میں آئیں حق نما جیسیں ہیں
خجل ہے نیزِ اعظم بھی کیا جیسیں ہیں بس اور کیا کہوں شانِ خدا جیسیں ہیں
نئے پیسے کے قطروں کے بھی قریبے ہیں
پتے بلوں پہ الماس کے گلینے ہیں

۶۵

ان ابردوں کے شرف جانتے ہیں الہی کمال خدا کی شان ہے نکلے ہیں دن کو چار ہال
پھرے اگرچہ زمانے میں لاکھ پیک خیال یہ آنکھیں وہ ہیں کہ پائے کہیں نہ جن کی مثال
کہیں گے مردم جار خوبیاں ان کی
ہنکار کرتی ہیں شیروں کا پتلیاں ان کی

مژہ کے تیر وہ غربال جو کریں فولاد وہ نوک اُن کی کہ نادم ہون شر^{فصال}
در آسمیں کوہ کے سینہ میں یوں بوقت جہاد کہ زم دل میں اڑ جس طرح کرے فریاد
تمام دیکھنے والوں کے دم نکلتے ہیں
یہی وہ تیر ہیں جو بے کمان چلتے ہیں

۶۷

وہ بیدیاں وہ رخ لا جواب، بے تمثال شناسیں جن کی ہیں عاجز جہاں کے اہل کمال
ذہن کے وصف میں اہل سخن کا ہے یہ مقابل وہ لب ملے ہیں کہ جن کی صفت ہے امر حال
جو نازکی میں کہیں برگ گل سے بہتر ہیں
ہزار جاں سے عنادل ثار ان پر ہیں

۶۸

ہے جزو لا سچرا ہر ایک گل کا دہاں حال اس کی ہے تقسیم، پیش اہل زبان
یہ راز وہ ہے کہ ہوتا نہیں کسی پر عیاں کرے سکوت نہ کیونکہ یہاں یہ بیچمدال
مثال اس کی بھی خل کرنے نہیں ملتی
وہ مبتدا ہے کہ جس کی خبر نہیں ملتی

۶۹

ہر اک زبان کو طلاقت وہ کی تھی حق نے عطا درود صحیح تھے جن پر خلق کے فصحا
کلام حق کے مفسر تھے دونوں صل علا کبھی تھی نعمتِ محمد، کبھی تھی حمدِ خدا
فلک پناہ تھے عرشِ خدا کے تارے تھے
رسولِ حق کی نوازی کے ماہ پارے تھے

۷۰

جلے جو پیاس کی گری سے ان کے قلب و جگہ پڑھا کمال فصاحت سے سورہ کوثر
عرق رخون سے گرا تھا جو اوس بن بن کر زمین بن گئی صمرا کی، معدن گوہر
ادھر کی فوج جو دشمن ہر اک حسین کی تھی
صد ایلوں پر ^{وَلِيًّا} ^{أَسْعَيْنَ} کی تھی

امیر مملکت صدری تھے وہ جرار وہ شان و شست و اقبال وہ جلال و وقار
ملے تھے رخش بھی پچوں کو کیا سب رفتار ہمیشہ جس کی جلو میں رہی نیم بہار
روان میان چن گر وہ خوشحال ہوئے
سموں سے پھول نہ جوہی کے پانچال ہوئے

۱۸

وہ تیزیاں تھیں کہ جھوکے ہوا کے شرماۓ سند جتنے تھے فوج جفا کے شرماۓ
حوال و ہوش کے طائر بلا کے شرماۓ پرند ماریہ و نیندا کے شرماۓ
ثار ہونے کو بجلی بھی تملاتی تھی
سموں کی گرد نہ آندھی کو ہاتھ آتی تھی

۱۹

زمیں سے عرش پر یوں دنوں باد پا پہنچے کہ جس طرح شب معراج مصطفیٰ پہنچے
دہاں گئے نہ جہاں رعد کی صدا پہنچے مجال کیا تھی جو ان تک کبھی ہوا پہنچے
مثال نکھلت گل دنوں آتے جاتے تھے
فرشته تیز پری پر نہ ان کو پاتے تھے

۲۰

بلند وادی سرعت میں تھا جو نام ان کا ہمیشہ اوج فلک پر رہا مقام ان کا
ہلال نعل تھے ہر سُم مہ تمام ان کا حیات خضر کا تھا طول، ایک گام ان کا
فلک سے سوئے زمیں یوں وہ بر قیرت آئے
گناہگار پہ جیسے خدا کی رحمت آئے

۲۱

ترپ تھی جست میں ہر برق و شک کے پارے کی فلک پہ جانے میں سب شان تھی غبارے کی
زمیں پہ آنے میں تھی کیفیت ستارے کی وہ تیز روک ضرورت نہ تھی اشارے کی
جو بے اشارہ را کب فرس روانہ تھے
انہیں کے بل انہیں ہر بار تازیا نہ تھے

توں سے بوئے گلی انتخاب آتی تھی عرق سے گہبہ عطر و گلب آتی^{۱۸۵}
ہوا ادھر سے ادھر جب شتاب آتی تھی ٹھیم باغ رسالتباپ آتی تھی
نئی بہار تھی ہر جا خدا کی قدرت سے
بہشت بن گیا صحراء خدا کی قدرت سے

۷۷

پری ٹکوہ تھا عون دلیر کا رہوار وہ چال ڈھال کہ طاؤں و کبک جس پر نثار
جو دیکھیں حوریں پھریں آکے گرد سو بار ہوا سے آتی تھی آواز اے خوش رفتار
چک کے برق بھی پہنچی ہے مجھ سے کم آگے
تجھی کو پاتی ہوں پر آج سو قدم آگے

۷۸

قدم زمیں پر جو رکتا تھا وہ فلک شوکت تو گرد پھرتے تھے یہ آہوں کی تھی صورت
کریں جو صرف مصر جہان کی دولت پھریں حللاش میں پھر جا بجا ہر اک ساعت
دولوں کی اپنے لکلتے نہ کچھ ہوں دیکھیں
کبھی نہ خواب میں اُس طرح کافریں دیکھیں

۷۹

براق تک تھا محمد کا اہب چالاک ہما کا اوج مناتا تھا جو تہہ افلاک
کیا تھا آہوئے خورشید آسمان سے تپاک کرے جو غیظ سے صیحہ تو شیر بھی ہو ہلاک
گرے جو ڈر کے نہ پھر دہ پئے نبرد اٹھے
پڑے جو ناپ تو ماہی کے سر میں درد اٹھے

۸۰

ثموں نہ قدرت حق کا تھا راہوار نہ تھا مثال برق جہندہ کہیں قرار نہ تھا
روان ادھر سے ادھر ان میں بار بار نہ تھا اسد جلال میں تھا، سامنے شکار نہ تھا
فرس ادھر کے جو بھاگے خیر یہ عام ہوئی
کہ شہ سواروں کی ترکی بس اب تمام ہوئی

قریب فوج جو زینب کے دربار پہنچے پا تھا شورکہ بھاگو وہ شیر آپنے^{۸۲}
عجب شکوہ سے دونوں وہ مدققا پہنچے یہ ابن سعد کو دیتے ہوئے صدا پہنچے
نہ گن کمیں گے محاسب، سراتنے کاشن گے
انہیں سے رن کی زمیں کا نشیب، پائیں گے

۸۲

تو اپنے سر سے بھی رہ ہوشیار او غدار کہاں ہے شر خلافات شعار و ناخوار
نہ اپنی جان سے غافل رہے وہ بدکروار کشیر آئے ہیں دول کے یاں برائے شکار
جو سب میں ہو گا زبردست اس کو ماریں گے
لکھیے کانپیں گے اس زور سے ڈکاریں گے

۸۳

سچھر جرات و ہمت کے ہم ستارے ہیں پسید رب دو عالم، عمل ہمارے ہیں
علیٰ کا رعب تو جعفر کے طور، سارے ہیں قمر کو رنگ ہو جن سے وہ ماہ پارے ہیں
سیاہی بخت کی گھیرے گی شام والوں کو
کریں گے بدر کی صورت سے چاک ڈھالوں کو

۸۴

ولید و حارث و مرحاب سے کچھ جواں بھی ہیں نظیر جن کا نہ ہو دیے پہلوان بھی ہیں
ٹکست یا نتہ خیر کے کچھ بیہاں بھی ہیں بڑے غرور تھے جن کو وہ بدگاں بھی ہیں
جو شیر حق کے نواسے ہیں کس کو مانتے ہیں
شکار کرتا ہزاروں کا، کھیل جانتے ہیں

۸۵

کہاں کہاں نہیں ہم لڑ کے قیچی یاب ہوئے پرے سپاہ کے سب مور و عذاب ہوئے
سیاہ ڈھالوں کے اوپنچے جہاں سحاب ہوئے ہمارے شپچے بھی شعلہ ور شتاب ہوئے
کبھی نہ روک لیا بڑھ کے بیدریوں نے
دھوکیں اڑا دیے اُن کے ہماری تیغوں نے

ای طرح سے ہمارے بزرگوار نوئے کہاں کہاں نہیں نانا سے عمر کے ہیں پڑے
وہ جنگ فتح ہوئی جس جگہ یہ جا کے اڑے جناب جد معظم بھی نامور تھے بڑے
سپاہ کفر میں کیا کیا لڑے ہیں گھر گھر کے
ہوئے جو ہاتھ قلم، پر ملے جواہر کے

۸۷

ہمارے خال حسین ابن حیدر کرار نبی کی جان جو اتنا خلد کے سردار
کہ جن کے قبضہ میں ہے ذوالقدری تکوار مجال ہے کہ تائے انہیں کوئی خدار
طلب جو آب شہر تشنہ کام کرتے ہیں
امام خلق ہیں بخت تمام کرتے ہیں

۸۸

یہی تو کشی کون و مکاں کے ہیں لنگر انہی سے خلق میں جاری ہے دین پیغمبر
کوئی حسب میں نہان سے نسب میں ہے بہتر پدر علی سا جناب ہتوں سی مادر
ملے سب ان کو شرف جتنے ہیں زمانے میں
و خیل ہیں یہ خدائی کے کارخانے میں

۸۹

یہ پچھنے ہی سے حق کو عزیز تھی خاطر کہ مچھے جس کے لئے شے وہی ہوئی حاضر
فرشتنے ان کے ہر اک حال کے رہے ناظر غرض کہ مدح میں ان کی زبان ہے قادر
جہاں میں قابلی اعزاز و احترام ہیں یہ
گواہ ہیں دو جہاں تیرے امام ہیں یہ

۹۰

جہاں میں باعث امن و اماں ہے ان کی ذات یہی ہیں دافع آلام و قابلی صلوٽات
انہیں کی مدح کے مصحف میں آئے ہیں آیات نواسے ختم رسال کے ہیں خاتمہ کی ہے بات
بلند رتبہ ہیں ذیشان ہیں گرامی ہیں
گواہ مہر بنت ہے ایسے نای ہیں

کوئی ضعیف جو چاہے تو یا علیٰ کہہ کر درق کی طرح اٹ دے زمین سر ہادر
مجال کیا کوئی دیکھے جو آنکھ اخما کے اوھر پہاڑ اکھاڑ کے پھیکے وہ سقف گردوں پر
قدم کو جنم کو ہاتھوں کو ناگوارہ ہو
زیادہ برگ گل تر سے اس کا بارشہ ہو

۹۲

یہ اعتقاد سے جس کے ہو غیر شخص کا حال جو آئے ان کے نواسوں کو فوج شر پر جلال
ہرن ہوں ہمہ شیروں کے سن کے مثلی شغال ہزار آیں کہ لاکھ آیں بہر جنگ وجہ
بجز خدا نہ مدد کے کسی سے طالب ہوں
بخارہ اسد اللہ سب پہ غالب ہوں

۹۳

فرس اڑائے دلیروں نے کہہ کے بسم اللہ اوھر تھے دو یہ دلاور، اوھر تمام سپاہ
کچھی وہ تنگیں ملے برق کونہ جن سے پناہ سروں سے فوج میں ڈھالیں اٹھیں کہ ابر سیاہ
اوھر تو کاٹھیوں سے تنپے وہ لینے لگے
اوھر ظفر کی دعا میں امام دیکھنے لگے

۹۴

لہو سے، پہلے ہی حملہ میں بھر دیئے جل تھل ہمہرہ مسلک قصاص بن گیا جنگل
یہ غل تھا ززلہ آیا بلا کی ہے بچل کہا یہ روح سے ہر جسم نے کہ جلد نکل
لہو نہ بند جو ساتھ اس کے ایک آن ہوا
زمیں پہ طایر مذبوح کا گمان ہوا

۹۵

صدائیں ہمیر خدا کی صداسے ملتی تھیں وہ چتوئیں تھیں کہ ہمیر وغا سے ملتی تھیں
وہ تنگیں چھوٹی سی تنپے قضا سے ملتی تھیں حامی پاک ہمہر لا فتی سے ملتی تھیں
لگائے تنپے شیروں نے جن کو تن تن کے
عیاں ہوئے الف جسم لام الف بن کے

نیا تھا کاث کہ جیتے بُرے، پچھے نہ بھلے قفا کی طرح سے بے جا لئے کبھی نہ لئے
اتار لیتے تھے سر بل کے ہر کسی کے گلے ہوا کی طرح یہ آئے کہ دم توں سے چلے
ہر اک پر صورت پروانہ آکے گرتے تھے
بجھانے کے لئے ٹھیک حیات پھرتے تھے

۹۷

وہ شیخے کہ رکے ہی نہیں کبھی چل کے غصب کے منہ کے کڑے تھے، اگرچہ تھے بلکہ
وہ صاف و پاک کہ پھکنے نہ پاس صقیل کے بہت ہی گھاٹ کے سفرے نہیں کس بل کے
پر کی شب ہی نہیں صرف کاث دیتے تھے
گڑھے زمیں کے بھی لاشوں سے پاٹ دیتے تھے

۹۸

جو ان کے سامنے دو آئے ہو کے چارہے بساط جنگ میں گردن ہی پر سوار رہے
ہمیشہ حرب کے میداں میں باوقار رہے عروں کے کائنے میں چست و استوار رہے
مزائے خود سری و جہل ان کو دیتے تھے
وہ جان لینے میں اعدا کی دم نہ لیتے تھے

۹۹

حلال گردنیں کرنا انہیں حرام نہ تھا اسیر طاپر جاں ہوتے تھے پر دام نہ تھا
یہ خوف تھا، کوئی آپس میں بمحکام نہ تھا زبانیں کائنے تھے اور کوئی کام نہ تھا
یہ لاؤ تھی نہ سران کے وباری دوش رہیں
لہو کے گھونٹ پیس اور شقی خموش رہیں

۱۰۰

کچھ نہ رہتے وہ کیوں، دشمنان دادر سے کہ ان کو پیار تھا گردن سے لاؤ تھی سر سے
وہ جانچ لیتے تھے دشمن کو چشم جوہر سے توں کے گھل گئے شیرازے جس جگہ بر سے
بڑے شناور پیکار تھے جو اعدا میں
انہیں کے پیرتے تھے سر، لہو کے دریا میں

سبھ میں نیچوں کی تیزی سکھ نہیں آتی ذرا سی دیر کی مہلت، اجل نہیں^۸ پائی
دل ان کے بیٹھ گئے، جن کی تھی بڑی چھاتی اگر زمیں کو دباتے تو وہ بھی دب جاتی
جبھی تو جنگ میں نانا کے طور سارے تھے
کہ بوتاب کی بیٹی کے ماہ پارے تھے

۱۰۲ ساقی نامہ

بھار آگئی بیدر مغاں شراب نہیں دماغ جس سے ہو رش وہ آفتاب نہیں
سنا ہے ساقیوں میں تیرا بھی جواب نہیں یہ بات کیا ہے کہ بادہ نہیں کباب نہیں
تو زاہدوں کا سامرشد جو رنگ لایا ہے
ذبو کے تو نہیں، کھٹی مے کو آیا ہے

۱۰۳

ہیں جمع سب ترے میکش سجادے میخانہ دھا دے شیشہ کے پرده سے روئے جانا نہ
رہوں نہ کیوں مئے گلرینگ کا میں دیوانہ کہ دل مسلتی ہے رفتار ناز پیانہ
بس اب نہیں ہے کسی شے کی ججو ہاتی
ہے بوسہ لپ ساغر کی آرز و باتی

۱۰۴

بہت دنوں سے ہیں مے کی مفارقت میں تباہ کسی نے ایک بھی قطرہ نہیں دیا والد
ملی ہے متوں کے بعد میکدہ کی راہ ذرا فقیر کی جانب بھی ہو کرم کی نگاہ
ہمارے قابو میں یوں دخت زرندہ آئے گی
تو بات پوچھنے گا، تو وہ بھی منہ لگائے گی

۱۰۵

پلانے میں جو بھی تیرے نالے بالے ہیں ابھی تو ایک ہی ساغر کے ہم کوالے ہیں
مگر جوشیوں کے بد لے سبو نکالے ہیں تو یاد رکھ کہ بڑے ہم بھی پینے والے ہیں
سنبیل مے کی لگا، کر رہا ہے کیا خالی
بھرے ہی بیٹھے ہیں کر دیں گے میکدہ خالی

سبھ میں کچھ نہیں آتا کہ رنگ یہ کیا ہے
نہ منہ سے بولا ہے تو نہ سر سے کھیلا ہے
جو اپنی کچھ تجھے ساتی گری پر غرما ہے تو تیری سے کی نہیں کچھ مجھے بھی پردا ہے
جو اضطراب کی حالت میں پائے گا مجھ کو
امیر ہے مرا ساقی پلائے گا مجھ کو

۱۰۷

ہتاوں نام بھی تجھ کو ابو الحسن حیدر امام، صاحب اعجاز، نفس پیغمبر
وصی، ولی خدا، دیں پناہ، دیں پرور امیر کشویر اسلام، فلاح خیر
خدا کے ہاتھ ہیں قبضہ میں ہے خدائی بھی
رسول حق کے جو داماد بھی ہیں، بھائی بھی

۱۰۸

مزاحا ہاتا ہے دل جب وہ یاد آتے ہیں انہیں کی ساقی گری پر تو ہوش جاتے ہیں
شراب معرفت حق میں پلاتے ہیں کب ایسے دیے مری آنکھ میں ساتے ہیں
انہیں کے ہجر میں تو بیقرار رہتا ہوں
انہیں پر صدقے انہیں پر شارہ رہتا ہوں

۱۰۹

یہ غل تھا بھاگنے پر باندھ لو اب اپنی کمر وہ رن پڑا ہے کہ میدان سب ہے خون سے تر
ہٹو کہ شیر کے پھوٹ کے ہیں بڑے تیور طبق زمین کا نہ لے لیں کہیں بجائے پر
خیال اس کا نہ کرنا ابھی ذرا سے ہیں
کنندہ در خیر کے یہ نواسے ہیں

۱۱۰

کنندہ در خیر بھی کون، شیر خدا علیٰ و عالی و مخصوص و بت ٹکن، مولا
وصیٰ احمد مرسل، مصین شاہ و گدا قسم نار و جناب، زوج حضرت زہرا
امام خلق بھی پیش خدا جلیل بھی ہیں
نبی کے خویش بھی استاد جریئل بھی ہیں

۱۱۱

وہ اپلی بزم کو مضمون اب سادوں نیا سخن شناس پھر جائیں، دل انھائیں^۸ مگرا
اگرچہ بچک کا ملاتا کے نہیں آتا مگر ہے لطف سخن جب، کہ بات ہو پیدا
پسیں پہ رنگ خانا جب تو رنگ دکھلا جیں
کلیم طور سخن ہوں، تو یہ کلام آ جیں

۱۱۲

وغا میں شیخے جو ہر نیا دکھاتے ہیں نہ ہاتھ اور کسی عضو کو لگاتے ہیں
لپک کے گردن اعدا کی سمت جاتے ہیں بلند مرتبہ تھے شاہرگ اڑتے ہیں
ذراسے قد پر قیامت انھا کے اٹھتے تھے
ہر ایک ضرب پہ سکہ بھا کے اٹھتے تھے

۱۱۳

دراز دستِ اجل تھی، کہ شیخے دونوں جہاں یہ پیشے، ظفر یافتہ رہے دونوں
جب آئیں تینیں، تو پھرتی سے نجگے دونوں سروں کے ذمیر تھے میداں میں یوں اڑے دونوں
یہ شور تھا کہ دلیروں سے لڑنیں سکتے
خدا کے شیر کے شیروں سے لڑنیں سکتے

۱۱۴

ہنی ساہ یہ جب شیخے انھا کے بڑھے عدم کی سمت قدم فوج پر جفا کے بڑھے
فرس جوشیروں کے فیظ و غصب میں آگے بڑھے نہ ان کی گرد سے جھونکے کبھی ہوا کے بڑھے
ہلاک کرتے تھے ناپول سے بدشواروں کو
قریب آنے نہ دیتے تھے شہسواروں کو

۱۱۵

ہر بید پیشہ شیر خدا تھے وہ جرار چڑھا جو رن پر کوئی آزمودہ کار سوار
اکیلا جان کے مارا نہ جان سے زنہار بڑے نے ڈھال تو چھوٹے نے چھین لی تکوار
فرس کو جان بچانے کا یہ بہانہ ہوا
پچک کے زین سے اسوار کو روائہ ہوا

ستم شعار نہ پھر عازم تبرہ ہوا کچل کے شیروں کے گھوڑوں سے گرد بڑھوا
رخ این سعد کا خوفِ اجل سے زرد ہوا سفیہِ شکلِ غم و یاس و رنج و درد ہوا
ذرا نہ زورِ ذلیل و شقی کا چلتا تھا
ہلا ہلا کے سرِ خس ہاتھ ملتا تھا

۱۱۷

سبھ رہا تھا ہے ماں ان کی دفترِ حیدر نواسے ساقی کوڑ کے ہیں یہ تشنہ جگر
خدانخواستہ آجائے ان کو غیظ اگر تو پھر نہ میں ہوں نہ جاہ و حشم نہ یہ لکھر
حصولِ دولت و زر کے لئے پڑے غم میں
پتا بھی تو نہ گئے کا کسی کا، اک دم میں

۱۱۸

در آئے پھر وہ بہادر میان فوجِ گران بھرے تھے غیظ میں دونوں مثالِ شیر ڈیاں
ینعرے کرتے تھے لٹکر کے پہلوان ہیں کہاں دہاں سے آئیں پئے جنگ چھپ گئے ہوں جہاں
ہیں درع پوش تو کڑیاں بہت اٹھائیں گے
عمران کے یاں سے پئے نذرِ شاہ جائیں گے

۱۱۹

ابھی ہوئے ہوں مسلح وہ بے حیا نہ اگر چمن کے جوشن و چار آیہ زرہ بکتر
اٹھا کے تھی و پسرا اور لے کے گزو تیز ذرا و کھاں میں ہمیں بھی پہ گری کے ہنر
جو ان فوج تو پیاس اپنی ہے مجھائے ہوئے
لڑیں گے شیر تو دریا سے منہ پھرائے

۱۲۰

یہ سن کے شام کے لٹکر سے نکلے چار جوں کہ جن کے خوف سے قبراتے تھے ہزار جوں
ابھی یہ طفل تھے دونوں، وہ بد شعار جوں جو ہوتے ان کی طرح یہ بھی ذی وقار جوں
کچھ ان سے زور نہ چلتا تمام عالم کا
کلیجہ کا نپتا دہشت سے ان کی ضیغ کا

مہیب جن سے زیادہ تھیں صورتیں ان کی بڑھی ہوئی تھیں شیاطیں سے عادتیں ان کی
سو تھیں جسمِ جہنم سے طاقتیں ان کی اجل کی زد پر لگا لائیں شامتیں ان کی
شقی غرور و تکبر پر اپنے مرتے تھے
سو ابتوں کے خدا کا نہ ذکر کرتے تھے

۱۲۲

وہ اہل نار تھے چاروں یہ دلوں نورِ خدا وہ ہرزہ گو تھے یہ مصروفِ محمد رَبِّ عَالٰا
وہ آب شور کے قطرے، یہ دُورِ سحر سخا وہ خار تھے یہ گلی باعثِ دفترِ زہرا
بہشتِ بن گیا صحراء تمامِ خوشبو سے
صدائے صلی عَلَى آرہی تھی ہر سو سے

۱۲۳

سردوں پر خود جو تھے ناریوں کے مثلِ نور نمود ہوتی تھی شکلوں سے صورتِ ہر دوسر
گرارہا تھا نگاہوں سے ان کو ان کا غرور قریبِ کفر سے تھے، دینِ حق پسند سے دور
وہ اپنی داڑھیاں دانتوں سے خود باتے تھے
بڑے غرور سے بہر نبرد آتے تھے

۱۲۴

سیاہ قام تھے نا اہل صورت زنگی پہاڑ جانتے تھے جن کو فوج کے جنگی
لنسِ گلوں میں جو کرتے تھے خوف سے نگی وہ یوں کھڑے تھے کہ تصویریں جس طرح علی
وہل رہے تھے صیفروں کی تیغ رانی سے
نہ دم نکلتے تھے زنبار سخت جانی سے

۱۲۵

جنابِ گون کا نزہ تھا، یا اسد کی ڈکار کہ ہاتھ کا نوں پر رکتے تھے بڑے ہر بار
مثالِ طایرِ بسل نہ تھا دلوں کو قرار سیاہ کاروں کے بیٹ سے زرد تھے رخسار
شغال خو تھے وہ، ان کے شمارکن میں تھے
خدا کے شیر کی جرأت کے طور ان میں تھے

مجھے جو ذکر ہے مذہ نظر محمد کا عیاں ہے ہر بُن موسے صدائے صلی
بڑے بڑے ہیں ارادے مگر ہے سن چھوٹا یہ دلوں ہے کہ پہلے کروں میں ان سے وغا
چپا کے ہوت چوغصہ سے تحریرتاتے ہیں
حوالہ دھوش لعینوں کے بھاگے جاتے ہیں

۱۲۷

جنابِ عون سے یہ کہہ رہے ہیں اے بختیا یہ دل میں ہے کہ کروں جلد فیصلہ ان کا
بغور و بھیٹیے اس وقت آپ میری وغا بس انتظار ہے اتنا کہ زد پا آئیں ذرا
میں اپنے نانا کی قوت دکھاؤں گا بھائی
یہ چار آتے ہیں چورنگ اڑاؤں گا بھائی

۱۲۸

کہا یہ عون نے ایسے ہی تم دلیر ہو ہاں مگر تم ایک کہاں اور کہاں یہ چار جوان
جب آئیں توک لیں بڑھ بڑھ کے یوں سرمیداں کہ دو کی جان لوں میں دو کوم کرو بے جان
علی کا طرز وغا ہے یہ غل بپا ہو جائے
بس ایک حملہ میں چاروں کا فیصلہ ہو جائے

۱۲۹

مزتوں کی ہوئی ہر طرف سے جب بوچھار اجل گرفتہ ہوئے خواب فکر سے ہشیار
کمانیں دوش سے لیں سہم کر اکابر خدگ اتنے لگائے نہیں ہے جن کا شمار
ہنر سے پچوں کے حیران وہ شریر ہوئے
قلم کی طرح قلم، سرکشوں کے تیر ہوئے

۱۳۰

حوالہ سب کے ہوئے صورت خندگ فرار چڑھے ہوئے تھے جو چڑھتے آتے گئے اکابر
یہ رنگ دیکھ کے پلہ پجا کے ٹھرے سوار کمانیں شرم سے خم ہو گئیں نہیں سو فار
یہ غل تھا شیر کے پچوں سے پھر وغا کیوں کی
یہ جان بوجھ کے اس طرح کی خطا کیوں کی

دلوں میں اپنے بھی کچھ فہم خوب شرمائے کہاں وہ جائیں اجل جن کو کھینچ کر لائے
اٹھا کے گرز گراں سر جو خیرہ سر آئے علیٰ کی طرح نواسے علیٰ کے جھنجلائے
صدائے رعد سے لکار ان کی ملتی تھی
مثال زورتی طوفان، زمین ہلتی تھی

۱۳۲

نہ تخت و فوق میں تھا امن و عافیت کا نشان روز روز کے ہوا مہر سوئے غرب روائ
طلب کی خالق اکبر سے آسمان نے اماں یہ منتہا ہے کہ سدرہ کہاں زمین کہاں
بدن پہ بال تھے جتنے وہ سر بسر کا پے
جانب حضرت روح الائیں کے پر کا پے

۱۳۳

نہ بھاگنے کے جو رستے کسی طرف پائے تو جسم شوم و نجس بزدوں کے تمراۓ
نہ پائی ہاتھوں میں قوت تو ہیز شرمائے چھٹے وہ گرز گراں یوں کہ پھرنا ہاتھ آئے
جب ایسے ایسے سر دست انفعاں ہوئے
حیا کی تیغوں سے اُن کے گلے حال ہوئے

۱۳۴

اٹھا اٹھا کے جو نیزے وہ بے حیا دوڑے اور سے غیظ میں شیروں کے باد پا دوڑے
زمیں سے گرد اڑی صورت صبا دوڑے نزول قرآنی ہوا وہ کیا دوڑے
دلوں میں خوف وہ چاروں دو چند کرنے لگے
اڑی جو خاک تو آنکھوں کو بند کرنے لگے

۱۳۵

قریب شیر کب آپنے کچھ نہ حال گھلا بڑھے جو شیخ دلوں مثالی بر قی بلا
دلوں میں جل گئے وہ اس طرف جو تھے اخدا اور تھے عنون، محمد اور تھے صل علا
دفور غیظ سے شیروں کو کچھ ہر اس نہ تھا
سوائے حظی خدا کوئی ان کے پاس نہ تھا

ہوئے جو حملہ کناں بنت شیر حق کے پر دکھائے پھوپھو نے ذوالقدر کے ۸ بوہر
نہ چار نیزوں میں تھا ایک کا پتا بھی ادھر حواسِ خمسہ میں آئے نہ فرق اب کیوکہ
اجل کے خوف سے چاروں کے حال ابترتھے
جو شش چھات کے تھے تھلے وہ ششدرتھے

۱۳۷

علیٰ کا واسطہ اے ساقی بلند نظر ملا دے لب سے مرے آفتاب کا ساغر
وہی ہو پھول سی بوباس جس کی ہو بہتر ہمک گلاب کی پھلی بس اب ادھر سے ادھر
کہ آج بزم میں مجھ ہے دوستداروں کا
ہے ذکر مذہ نظر اس کے گلقداروں کا

۱۳۸

ریاضِ خلد کا مالک ہے جوشِ صدر اقب ہے جس کا یادالله و ساقی کوثر
ٹھار کر کے اسی شہ پر نور کا ساغر ملا دے لب سے مرے ساقی ہنر پرور
وہ میں نصیس ہو جس کا کبھی حساب نہ ہو
وہ نشہ ہو کہ طبیعت ذرا خراب نہ ہو

۱۳۹

یہ آرزو ہے کہ مستی میں ہوشیار رہوں خدا کے شکر میں مصروف بار بار رہوں
ہمیشہ نغمہ سرا، صورت ہزار رہوں گنوں سے بنت علیٰ کے نہ شرمسار رہوں
لگاؤں باغ میں ایسا جو یادگار ہے
کہ جس میں فتح و ظفر کی سدا بہار ہے

۱۴۰

وہ بزدل و سگ بد خوکا، یہ شیر کجا ذرا بھی جنگ میں جھکے نہ ان کو خوف ہوا
نہ سمجھے خاک میں ملنے کو آئے ہیں اس جا ابو راتب کے پھوپھو سے لاتے خاک بلا
وہ کاشمیوں سے جو تکواریں کھیچ کر جھپٹے
ہزر بر شیر خدا مثل شیر ز جھپٹے

نہ ان کو جان کے جانے کا تھا ذرا دوسار ۱۳۲
 بحال دل تھے دلیروں کے وہ شقی تھے اُسکی
 یہ عرض کرتی تھے وان شر سے اکبر و عباس ۱۳۳
 مُمکروں پر غصب چھا گیا ہے اب ہر اس
 مقامِ راحت و صبر و قرار ڈھونڈتے ہیں
 جھکائے گردئیں جائے مزار ڈھونڈتے ہیں

پریدہ رنگ ہوئے دل جوان کے گھبراۓ ۱۳۴
 یہ جی میں کہتے تھے بھر نبرد کیوں آئے
 نہ گرمیاں نہ ہنر کچھ وغا کے دکھائے ۱۳۵
 وہ بیوقوف دلوں میں ذرا نہ شرماۓ
 شریک حال جور ہتے تھے وہ بھی پاس نہ تھے
 ادھر تو ان میں ادھر فوج میں حواس نہ تھے

پکارے بھائیوں کو وال سے یہ علیٰ اکبر ۱۳۶
 اسی کے شیر ہوت، تھا جو ضمیر داور
 یہ درخواست جو آئے ہیں، اس طرف سے ادھر ۱۳۷
 کڑی پڑے تو شہرے نہیں کہیں دم بھر
 نہ آبرو کا نہ عزت کا پاس کرتے ہیں
 ہمیشہ وقت وغا بھانگے پر مرتے ہیں

اٹھا اٹھا کے جو تیغیں وہ بے وقار بڑھے ۱۳۸
 لفگفتہ ہو کے ادھر سے یہ گلعدار بڑھے
 وہ چاروں مل کے ادھر سے جو ایک بار بڑھے ۱۳۹
 یہ دونوں یچے ماہدی ذوالفقار بڑھے
 اٹھے جو ہاتھ قیامت کے، شعلہ بار ہوئے
 شرارے برق جہندہ کے شرمسار ہوئے

سوار تھی جو اجل اُک شقی کی گردن پر ۱۴۰
 فرس شریر کا بھڑکا مثال نارنگر
 بڑھا یا عون دلاور نے رخش برق سیر ۱۴۱
 لگایا ہاتھ وہ سن سے کہ کائنات مفتر سر
 رکا وہ نیچہ اس سے نہ اس کے توں سے
 لہو شریر کا پوچھا زمیں کے دامن سے

صدادی نہ کے مجھ نے یہ کہ صل علا چکھ ایسا وجد تھا گردوں کو بھی کہ گرد پڑرا
برا برا اس کے جواک بے حیا و خود سر تھا اسے بھی صورت تصویر ہو گیا سکتا
عجیب کام یہ ہنگام گیر و دار کیا
لپک کے چھوٹے نے اس پر جو ایک دار کیا

۱۳۷

گرا بر و نے زمین کٹ کے دھر سے جنم سے سر بدن شریر کا قائم تھا زین تو سن پر
یہ معز کہ بھی رہا یاد سب کو تا محشر جھایا رنگ نیا خون کی دہارنے بڑھ کر
کہ اس کا عکس تکاور کو تازیانہ ہوا
ہوا کی طرح سوئے فوج وہ روانہ ہوا

۱۳۸

گلے لگا لیا ہون دلیر نے بڑھ کر جبیں کے بوسے لئے اور کہا یہ رو رو کر
بتا و حال ہے کیا دل کا اے خبہتہ سیر کہا یہ دست ادب باندھ کر کہ ہوں مفطر
جو دکھ ہے سوز عطش کا سانہیں سکتا
ہوا بھی کھاتے کو دریا پہ جانہیں سکتا

۱۳۹

بڑے نے چھوٹے پہ دم کر کے سورہ کوثر کہا کہ چار میں دورہ گئے ہیں باñی شر
کرو انہیں بھی رواں جلد سوئے نادرستہ بہا کے خون کی پھر ایک نہر دریا پر
خبر ظفر کی امام ام کو دے آنا
بہن سکینہ سے چھوٹی سی مشک لے آنا

۱۴۰

جناب والدہ صاحب سے عرض یہ کرنا ہمارے حق میں کریں یہ خصوصیت سے دعا
اللہی بہر نبی و علی، پئے زہرا وہ آبرو مرے پیوں کو آج کرتو عطا
ثابر پائے امام اثام ہو جائیں
ملے نہ آب تو پیاسے تمام ہو جائے

بڑھے ہر بر جو پھر جانب شغال و عزال کئے وہ تعرے کہ دنیا میں آگیا بھوچال
زمیں سے چونیاں مل لگیں بھکے یہ جمال دبایی دوش بھتتے تھے برگ و بارہ نہال
ہوا کے جھوکے نہ تھنے کی بار پاتے تھے
درخت چھوڑ کے پتے بھی بھاگے جاتے تھے

۱۵۲

بڑھے جو چھوڑ کے گھوڑے وہ سرکش و غدار ہوئی وہ جنگ کہ پیدا تھے حشر کے آثار
کلوں کی طرح جو پھرتے تھے و مبدم رہوار کمال چرخ میں تھی عقل گندید وقار
لعین جو نیچوں کے وارکھاتے جاتے تھے
اجل کے ڈر سے نہ سینوں میں دم ساتے تھے

۱۵۳

رخوں کے رنگ اوزے دل جوان کے گبرائے شمار کر نہ سکے زخم اس قدر کھائے
مثال برق چمک کر جو نیچے آئے ہر ایک زخم میں شعلے بلا کے بھڑکائے
بخار ان سے دھوکیں کی طرح نکلنے لگے
عجب کی جا ہے کہ دن کو چراغ جلنے لگے

۱۵۴

دبا کے نیچے رانوں میں چھیڑ کر رہوار قریب آئے شکاروں کے ضغط جرار
بڑھا جو دستِ زبر دستِ عوں خوش کردار مع سمند تھا نیچے میں ایک ٹلم شعار
عیاں کمال یہ ہنگام گیرہ دار کئے
کہ ایک حملہ میں دو شیر نے شکار کئے

۱۵۵

بڑے نے چھوٹے برادر پر کی جو مُر کے نظر وہ شکل دیکھی کہ خوش ہو گیا دل مضر
کہ نیزہ ہاتھ میں نیزے پہ ہے وہ باقی شر اکیلا چاروں میں باقی رہا تھا جو خود سر
ثنا سے عوں نے ان کو جو شاد کام کیا
وہ نیزہ تھام کے اس ہاتھ میں، سلام کیا

قریب فوج وہ صدر اسی طرح پنجے بیان لکھ کر کیں سامنے سے ڈر کے ۸
غضب میں آ کے نواے علیٰ کے لکارے فلک تھے چرخ میں، طبقے زمین کے کانپے
پہاڑ دشت کے سب دور تک لرزتے تھے
بشر زمیں پر فلک پر ملک لرزتے تھے

۱۵۷

معہ سوار جو گھوڑے کو عون نے پکا فرس بھی اور وہ سرکش بھی گرد برد ہوا
رہے نہ خوف سے گاہ زمیں کے ہوش بجا دہمک وہ پنچی کہ ماہی کا جسم کانپ گیا
ہر اک یہ کہتا تھا دل زندگی سے ہتا ہے
اللی خیر ہو سارا جہاں اللتا ہے

۱۵۸

فرس بڑھا کے محمد گئے اوہر سے اوہر اچھالا نیزے سے اس کو جو یا علیٰ کہہ کر
تو بانسوں ہو گیا اونچا زمین سے خود سر ہوا بلند اوہر نیچے، جو مثل شر
دل آدھے ہو گئے لکھ کے بد شعاروں کے
ہوئی لکست قدم انھی گئے ہزاروں کے

۱۵۹

چلا جو تخت کی جانب وہ فوق سے اکابر نئی طرح سے کیا اس اسد نے اس کا فکار
اٹھا کے ہاتھ کیا یوں جو اس ذلیل یہ وار بلا کی چیز تھی چھوٹی سی قہر کی توار
سراس شقی کا سموم پر فرس کے آکے گرا
قریب فوج تن محس دھڑ سے جا کے گرا

۱۶۰

جھپٹ کے سورچے پھول نے پھر کئے خالی انھی تھیں ذہالیں سراسر کہ آک گھٹا کالی
یہ نیچوں کا دم حرب، حال تھا حالی دکھا رہی تھی نیا رنگ خون کی لالی
شریر شام کے لکھ کے سب، پریشان تھے
شنق سے دو مرے نو دھوپ میں نمایاں تھے

جہاں ہزار تھے وال سو نظر نہ آتے تھے پرستھے جتنے پر مل سے بھاگے جائے گے
فراریوں کو کچھ افسر جو غیر لاتے تھے عدم کی سمت انہیں یہ جری ہو گاتے تھے
تھے کہیں بھی تو لا شوں سے پاٹ کر بن کو
لہو سے لال مثالِ منا کیا رن کو

۱۶۲

یہ دو صیرا دہر تھے اُدھر تمام سپاہ ملوں و حوب کی گرمی سے تھے وہ غیرت ماہ
نہ ایک دم کی بھی تیغوں سے ہاتھ آئی پناہ دکھایا بخت نے کیا مدد و شوں کو روزِ سیاہ
جدھر یہ جاتے تھے سینوں پر تیر چلتے تھے
وفورِ زخمِ جگر سے لہو اُگلتے تھے

۱۶۳

گلوں پر تیر لگے اور سروں پر گرز و بیر وہ لال بنتِ وحی نبی کے اور پتھر
جیسینیں دونوں حسینوں کی شقِ تھیں مثل قمر لبوں پر دم تھے، لہو سے وہ گلزار تھے تاہ
بتاؤں کیا کہ ہوئے وہ کہاں کہاں زخمی
نہ اٹھنے دیتی تھیں تھیں کلائیاں زخمی

۱۶۴

سمجھ کے یہ وہ نہ دیتے تھے شاہ و دیں کو صدا کہ بھوک پیاس کی ایذا ہے ان کو حد سے سوا
ہر اک ہے آل محمد کے خون کا پیاسا امام دیں پر جو تیروں کا مینہ بر سنبھلے گا
یہ حال سن کے بہت زار زار روکھیں گی
جناب والدہ ناراض ہم سے ہو گیں گی

۱۶۵

زبانیں پھیرتے تھے تھی سے ہونوں پر مثالِ ماہی بے آب مضطرب تھے جگر
جھکائے ضعف سے ہرنوں پر جب سرانور قوی دلوں کو کیا، کہہ کے یا شہرِ خیبر
پئے وفا جو وہ اب نیچے اٹھاتے ہیں
تو زخمی ہاتھِ صغیروں کے تمثیراتے ہیں

گلے تو زخمی ہیں اب شیر کس کو لکاریں ۱۶۷
 روں ہیں رخموں سے تیغوں کے خون کی دھاریں
 کے بھگا ہیں وہ بڑھ بڑھ کے اور کسے ماریں بدن ضعیف ہیں ہم نہ کس طرح ہاریں
 پیامِ موت بہت جلد آنے والے ہیں
 لہو بھرے ہوئے دنیا سے جانے والے ہیں

۱۶۷

بشر تو کیا ہیں اجل کو بھی رحم آتا ہے ۱۶۸
 پکڑ کے زین جو کوئی شیر ڈگنا تا ہے
 ہر ایک تیر سفر کا پیام لاتا ہے فراق ماں کا صیغروں کا دل دکھاتا ہے
 حرم سرا کی طرف منہ اگر پھر اتے ہیں
 ہزار حیف عدو برچھیاں لگاتے ہیں

۱۶۸

جو کٹ کے آنکھوں پر لکھے ہیں ابروئے خمار ۱۶۹
 ہے دن کہ رات نہیں سوچتا انہیں زندگی
 سنجاتے ہیں جو ہاتھوں سے اُن کو وہ جرار تو مژد کے دیکھتے ہیں ان کی صورتیں رہوار
 گھرے ہیں فوج میں تاخیمہ جانہیں سکتے
 اجل کے ہاتھ سے جانیں بچا نہیں سکتے

۱۶۹

بہن کے بیٹوں کا یہ حال شہنے جب دیکھا نہ تاب ضبط رہی اس طرح کا درد اٹھا
 ترپ ترپ کے جو کی بھاجوں نے غم میں بکا کنیز فاطمہ سے بہت مرتضی نے کہا
 خبر تو لا کہ یہ کیوں بھائی جان روتے ہیں
 وہ یوں آپ کے پیچے شہید ہوتے ہیں

۱۷۰

کہا کہ میں بھی فدا ش پ اور مرے دلبر عجٹ ہیں صرف بکا با دشا و جن و بذر
 وہ میرے دونوں پسر ہیں، یہ مصطفیٰ کے پسر جسیں جہاں میں ہزاروں برس ہے صدر
 جہاں میں ذکرِ وفا ان کے چار سو ہو گئے
 لہو میں بھر کے جوز ہرما سے سرخو ہو گئے

گریں جو گھوڑوں سے غش کھا کے میرے نونظر پھوپھی ٹار نہ جائیں دہاں علیٰ^۸ ابزر
نہ چین آئے گا دوسرا سے مجھے دم بر کہ جان سے بھی ہے پیارا ہوا وہ نیک سر
زیادہ اس سے نہ زنہار ان کو پیار کروں
جو سو پسر ہوں تو اس لال پر ٹار کروں

یہ ذکر تھا کہ ہوا فوج شریں شور پا گرے وہ گھوڑوں سے بہت علیٰ کے ماہ لقا
کہاں سوار ہیں پیدل کدھر ہیں دیر ہے کیا ہلاعیں مرقد پر تو حضرت زہرا
زمین خون سے ان گلخوں کے لال کریں
علیٰ کے پیارے نواسوں کو پاہماں کریں

لرز گئے یہ صدا سن کے سینڈ ابرار بڑھے جوان کی طرف لے کے میان سے توار
رہا نہ اکبر و عباس کے بھی دل کو قرار بڑھے جو یہ تو گھٹا زور لھکر کفار
عجیب شکل سے دونوں وہ نوبھال ملے
دلیر سر سے قدم تک لہو میں لال

کہوں وہ کیا جو ہوا حال سید الشہداء قریب بیٹھ کے دی بھانجوں کو اپنے صدا
حسین آیا ہے اے لاڈلو اختو تو ذرا کلام کرنہ سکے ضعف سے وہ ماہ لقا
زبان سے نزع کی تکلیف کہہ نہ سکتے تھے
بس آنکھیں کھوں کے منہ شاہزادیں کاتکتے تھے

علیٰ کا واسطہ یا رب قبول کر یہ دعا برآئے جلد بس اب مطلب دل میرا
یہ بزم حال کہے اپنا کس سے تیرے سوا ہر ایک مشکلی لاحل میں تو ہی کام آیا
غیرب و عاجز و بیکس پر رحم کر یارب
ذو مزاد سے دامن کو میرے بھر یارب